اسلام میں بیوی اور شوہر کے حقوق

حجۃ الاسلام مولانا محمد صحفی صاحب
مترجم: مولانا فضل حق صاحب

(گذشتہ سے پیوستہ)

سعد بن معاذ، رسول اکرمؐ کے ایک وفادار ساتھی تھے جن پر حضورؐ خاص توجہ فرماتے تھے۔ جب وہ فوت ہوئے تو آنحضرتؐ نے ان کی تجہیز کی رسوم انجام دینے میں بنفس نفیس شرکت کی اور فرمایا کہ فرشتے بھی سعد کے جنازے کی تشییع میں شامل ہوئے ہیں۔

رسول اکرمؐ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور جب انھیں قبر میں اتارا گیا تو آنحضرتؐ قبر میں داخل ہوئے۔ اپنے دست مبارک سے لحد کو درست کیا۔ اینٹوں کے درمیان جو شگاف تھے انھیں مکمل طور پر بند کیا اور پھر صحابۂ کرام سے فرمایا:

''گو مجھے علم ہے کہ یہ لحد جلد ہی ٹوٹ پھوٹ جائے گی لیکن اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ جب اس کے بندے کوئی کام انجام دیں تو اسے پختہ اور ٹھیک ٹھیک انجام دیں۔''

قبر پر مٹی ڈال دی گئی اور اسے زمین کے ساتھ ہموار کر دیا گیا۔ جب سعد کی ماں نے جو تدفین کے آغاز سے انجام تک موجود تھیں اپنے بیٹے کے بارے میں رسول اکرمؐ کی خاص توجہ دیکھی تو بے اختیار کہنے لگی:

''ھَنِیْئاً لَکَ الْجَنَّۃُ۔''

''اے میرے بیٹے! تجھے جنت مبارک ہو!''

رسول اکرمؐ نے اس عورت سے فرمایا:

''خاموش رہ! تو اللہ سے کیا توقع رکھتی ہے؟ ابھی ابھی قبر نے سعد کو بڑی سختی سے بھینچا ہے۔''

اس نے پوچھا: ''یا رسولؐ اللہ! ایسا کیوں ہوا؟''

آپ نے فرمایا: ''اس لئے کہ سعد گھر میں اپنی بیوی سے بداخلاقی سے پیش آتا تھا۔'' (طبقات ابن سعد، جلد سوم)

امام الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

رَحِمَ اللّٰہُ عَبْداً اَحْسَنَ فِیْمَا بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ زَوْجَتِہٖ۔

(من لایحضرہ الفقیہ، جلد دوم صفحہ ۱۴۲)

''اس مرد پر اللہ کی رحمت ہو جو اپنی بیوی کے ساتھ اپنے تعلقات کی بنیاد احسان اور نیکی پر رکھے۔''

رسولؐ اللہ نے فرمایا:

خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَ اَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ۔

''تم میں بہترین مرد وہ ہے جو اپنے اہل خاندان کے ساتھ زیادہ اچھا سلوک کرتا ہو اور میں تم سب کے مقابلے میں اپنے خاندان والوں سے بہتر سلوک کرتا ہوں۔''

(وسائل الشیعہ، جلد ہفتم صفحہ ۱۲۲)

رسولؐ اللہ نے ارشاد فرمایا:

مَلْعُوْنٌ مَلْعُوْنٌ مَنْ ضَیَّعَ مَنْ یَعُوْلُ۔

''جو شخص اپنے بیوی بچوں کے حقوق ضائع کرے وہ

لعنت اور نفرین کا مستحق ہے۔'' (وسائل الشیعہ ،جلد ہفتم صفحہ ۱۲۲)

ظاہر ہے کہ اسلام میں جیسے مردوں کو تاکید کی گئی ہے کہ اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں اسی طرح بیویوں سے بھی کہا گیا ہے کہ شوہروں کے بارے میں اپنی ذمہ داریاں پوری کریں اور اپنے آپ کو لائق بیویاں ثابت کریں۔

امام موسیٰ الکاظمؑ نے فرمایا:

جِهَادُ الْمَرْئَةِ حُسْنُ التَّبَعُّلِ۔

''عورتوں کا جہاد یہ ہے کہ اچھی بیویاں ثابت ہوں۔'' (الکافی، جلد دوم صفحہ ۶۰)

اپنی شادی کے ابتدائی ایام میں امام علیؑ اور آپ کی زوجۂ گرامی حضرت فاطمہؑ دونوں مل کر رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم میں سے ہر ایک کی ذمے داریوں کی حدود متعین فرما دیجئے۔ آنحضرتؐ نے باہر کے تمام کام امام علیؑ کے سپرد فرمائے اور حضرت فاطمہؑ کو گھر کے تمام کام کاج کا ذمہ دار قرار دیا۔ (قرب الاسناد، صفحہ ۲۵)

مرد اور عورتیں صحیح اور عاقلانہ طور طریقوں سے خوش بختیانہ زندگی کی بنیاد رکھ سکتے ہیں اور جو کام ان کی پرسکون زندگی کے لئے مضر ہوں ان سے اجتناب برت سکتے ہیں۔ بعض اوقات معمولی اور غیر اہم کام پیار اور محبت میں اضافہ کا موجب بن سکتے ہیں اور اسی طرح کبھی بالکل معمولی باتیں تفرقہ اور جدائی پیدا کر دیتی ہیں۔

رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے:

''مناسب یہ ہے کہ عورت گھر کا چراغ روشن کرے اور کھانا تیار کرے اور جب اس کا شوہر گھر آئے تو گھر کے دروازے کے نزدیک جا کر اس کا استقبال کرے اور اسے خوش آمدید کہے اور پانی اور تولیہ لا کر شوہر کے ہاتھ دھونے میں اس کی مدد کرے اور بلا وجہ اس کی خواہشیں پوری کرنے سے انکار نہ کرے۔'' (مستدرک الوسائل، باب مقدمات النکاح)

رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

وَمَنِ اتَّخَذَ زَوْجَةً فَلْيُكْرِمْهَا۔

''جو مرد کسی عورت سے شادی کرے اسے چاہئے کہ اس کا احترام کرنے اور اسے عزیز رکھنے کی کوشش کرے۔'' (مستدرک الوسائل، باب مقدمات النکاح)

بیوی کی غلطی کا ذکر بچوں کے سامنے نہ کرو حتیٰ کہ اگر تمہارے بچے اپنی ماں کی غلطی کا ذکر کریں تو تمہیں بچوں کے اذہان کو اس بارے میں مطمئن کر دینا چاہئے اور ان کے دلوں میں ماں کا احترام قائم کرنا چاہئے۔ البتہ ماں کا بھی یہ فرض ہے کہ ہمیشہ بچوں کو باپ کا احترام کرنے کی تلقین کرے۔

عورت اور مرد دونوں کا فرض ہے کہ اپنے آپ کو ایک دوسرے کے سامنے باوقار اور پرکشش بنا کر پیش کریں اور غلاظت اور قابل نفرت حالت میں رہنے سے پرہیز کریں۔

حسن بن جہم کہتا ہے کہ میں نے ایک مرتبہ دیکھا کہ امام موسیٰ کاظمؑ نے خضاب کر رکھا ہے۔ میں نے حیران ہو کر اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے جواب میں فرمایا:

''مرد کا اپنے چہرے مہرے اور لباس کو آراستہ کرنا عورت کی عفت میں اضافہ کرتا ہے۔ (کیونکہ اگر عورت اپنے شوہر میں دلچسپی لے تو پھر وہ بے گانہ مردوں کی جانب نہیں دیکھتی) بہت سی عورتیں اپنے شوہروں کی بے توجہی اور عدم دلچسپی کے باعث بدکردار ہو جاتی ہیں۔''

پھر آپ نے فرمایا:

''کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ اپنی بیوی کو پژمردہ و پریشان حال دیکھو؟''

میں نے جواب دیا: ''نہیں۔''

اس پر آپ نے فرمایا:

''وہ بھی تمہاری طرح ہی ہے اور اس بات کو پسند نہیں کرتی کہ اس کا شوہر گندہ رہے اور پریشان وضع ہو۔ بلاشبہ پاکیزگی، خوشبو لگانا اور سر اور چہرے کو درست حالت میں رکھنا انبیائے کرامؑ کے اخلاق میں سے ہے۔''

ایک خلیفہ کے دورِ حکومت میں ایک عورت نے خلیفہ کے پاس اپنے شوہر کے خلاف شکایت کی اور تقاضا کیا کہ اس کے شوہر کو حاضر کر کے اسے اس سے طلاق دلائی جائے۔ خلیفہ نے وجہ پوچھی تو عورت نے جواب دیا:

''میں اپنے شوہر کو پسند نہیں کرتی اور مجھے اس کے ساتھ زندگی گزارنا ناگوار ہے۔''

خلیفہ عورت کی مایوسی کی وجہ معلوم کرنا چاہتا تھا چنانچہ اس نے مختلف طریقوں سے معاملے کی چھان بین کی۔ اس سلسلے میں ان کے مابین یوں گفتگو ہوئی:

خلیفہ: کیا تمہارا شوہر تمہارے اخراجاتِ زندگی ادا کرنے میں کوتاہی برتتا ہے؟

عورت: نہیں۔

خلیفہ: کیا وہ تمہیں مارتا پیٹتا اور اذیت دیتا ہے؟

عورت: نہیں۔

خلیفہ: کیا وہ تم سے بے اعتنائی برتتا ہے؟

عورت: نہیں۔ ان میں سے کوئی بات نہیں۔ میرا شوہر ایک اچھا آدمی ہے لیکن وہ مجھے پسند نہیں ہے۔

خلیفہ نے اس عورت کے شوہر کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ کچھ دیر گذرنے پر سرکاری پیادے ایک شخص کو خلیفہ کی خدمت میں لے آئے جو بے حد غلیظ اور پریشان وضع تھا۔ اس کے بال بے ترتیب اور اُلجھے ہوئے تھے ناخن بڑھے ہوئے تھے اور لباس پھٹا پرانا تھا۔

خلیفہ نے اس پر بھی جرح کی تا کہ شاید سوالات اور جوابات سے عورت کی مایوسی کے سبب کا پتا چلایا جا سکے لیکن کوئی وجہ سمجھ میں نہ آسکی۔ پھر خلیفہ کو خیال آیا کہ شاید عورت کی بیزاری کی وجہ اس کے شوہر کی یہی پریشان وضع ہو۔ لہٰذا اس نے عورت کو حکم دیا کہ آج تم واپس آجاؤ اور کل اپنے شوہر کے ساتھ طلاق کے اجرا کے یہاں آجاؤ۔

عورت چلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد خلیفہ نے اپنے ملازمین کو حکم دیا کہ اس کے شوہر کو حمام میں لے جائیں اور اس کے سر اور چہرے کی اصلاح کرائیں اور اسے صاف ستھرا لباس پہنائیں۔ اس کام سے فراغت کے بعد اس نے اسے بھی رخصت کر دیا اور حکم دیا کہ کل صبح اپنی بیوی کے ساتھ یہاں حاضر ہو جاؤ۔

دوسرے دن خلیفہ نے کافی انتظار کیا لیکن ان میں سے کوئی بھی نہ آیا۔ اس نے کسی کو بھیجا تا کہ انھیں حاضر کیا جائے۔ جب وہ آئے تو خلیفہ نے عورت سے کہا کہ اب ہم تمہاری طلاق کے اجرا کے لئے تیار ہیں۔

عورت نے تشویش اور اضطراب سے کہا:

''نہیں! اب میں اپنے شوہر سے جدا ہونے پر ہرگز تیار نہیں ہوں۔ میں اسے چاہتی ہوں اور جو کچھ کل کہہ چکی ہوں اس پر نادم ہوں۔''

خلیفہ ہنسا اور انھیں پیار اور محبت سے زندگی گزارنے کی تلقین کی۔

خلیفہ کی سوچ درست تھی کیونکہ یہ ممکن ہے کہ عورت یا مرد کی پریشان وضع مایوسی اور نفرت حتیٰ کہ طلاق اور جدائی کا موجب بن جائے۔

امام محمد الباقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

لَا یَنْبَغِیْ لِلْمَرْئَةِ اَنْ تُعَطِّلَ نَفْسَهَا وَلَوْ اَنْ تُعَلِّقَ فِیْ عُنُقِهَا قِلَادَةً۔ ---------- (الکافی، جلد دوم صفحہ ۶۱)

''عورت کو اپنے شوہر کی خاطر زیور کے بغیر نہیں رہنا چاہیئے خواہ وہ گردن میں گلو بند ہی پہن لے۔''

اگر عورت ان مسائل کی جانب توجہ دے جو بظاہر بے اہمیت نظر آتے ہیں اور اپنی آرائش اور گھر کے امور سلجھانے کا اہتمام کرے تو وہ اپنے علاحدگی پسند اور مایوس شوہر کو اپنے آپ میں اور گھر کے معاملات میں دلچسپی لینے پر مائل کر سکتی ہے اور گھر کی فضا کو خلوص اور محبت سے معمور کر سکتی ہے۔

ڈیل کارنیگی کہتا ہے:

''جب گھر سجا ہوا ہو اور کمرے ایسے سلیقے سے آراستہ کئے گئے ہوں کہ مکان کو جاذب بنا دیں اور عورت گھر میں شوہر کی موجودگی پر خوشی کا اظہار کرے تو شوہر اِدھر اُدھر دوسروں کے پاس بھٹکنے کی بجائے سیدھا اپنے گھر آتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے تو شوہر فخر محسوس کرتا ہے کہ اس کی حالت اتنی اچھی ہے اور بعد میں وہ گھر سے مانوس ہو جاتا ہے۔ شوہر کو گھر میں آزاد چھوڑ دینا چاہیئے۔ اس کا جہاں جی چاہے بیٹھے، جو جی چاہے کھائے، اپنا سگار اور روزنامہ جہاں جی چاہے رکھے اور بالآخر اسے گھر میں مکمل آسائش حاصل ہو۔''

خوشی اور سکون ایسی چیزیں نہیں جنھیں بازار سے خریدا جا سکے بلکہ انھیں فقط شوہر اور بیوی کے نیک اخلاق، طور طریقوں اور گفتگو سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔

امام السجادؑ نے فرمایا ہے:

اَلْقَوْلُ الْحَسَنُ یُثْرِیْ الْمَالَ وَیَنْمِی الرِّزْقَ وَیُنْسِیْ فِی الْاَجَلِ وَیُحَبِّبُ اِلَی الْاَهْلِ وَیُدْخِلُ الْجَنَّةَ۔

''اچھی باتیں انسان کی دولت اور روزی کو بڑھاتی ہیں۔ اس کی عمر کو دراز کرتی ہیں۔ بیوی اور اولاد کے درمیان محبت کا موجب بنتی ہیں اور انسان کو بہشت میں پہنچاتی ہیں۔''

شوہر اور بیوی کی ذمہ داریوں کے بارے میں مغرب کے دانشوروں نے کئی ایک بیانات دیئے ہیں جن کے ایک زاویے کی جانب ہم یہاں اشارہ کرتے ہیں لیکن اس نکتے کا ذکر کر دینا ضروری ہے کہ اسلامی احکام اور دانشمندوں کے درمیان تفاوت ہے اور وہ یہ کہ اسلامی احکام کا سرچشمہ وحیٔ الٰہی ہے جو ہر قسم کی غلطی اور لغزش سے پاک ہے جب کہ دانش مندوں کے نظریات جو تجربے وغیرہ سے حاصل کئے گئے ہیں اشتباہ سے خالی نہیں ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اکثر مسائل کے بارے میں خود ان کے مابین بہت سے اختلافات موجود ہیں۔ علاوہ ازیں ہر روز سابقہ دانشمندوں کے بہت سے نظریات رَد کر دیئے جاتے ہیں اور نئے نظریات ان کی جگہ لے لیتے ہیں لیکن اسلام کے احکام چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی مکمل طور پر اپنی قوت اور اعتبار کے بل بوتے پر باقی ہیں اور دور حاضر کے دانش مند بھی ان کی تائید کرتے ہیں۔

(جاری)